سچے بچوں کی سچی کہانیاں

اللہ کے دشمن

دارالابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

اللہ کے دشمن

اعداد .... مائل خیرآبادی

اشاعت اول .... مئی 2012ء

قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

● لاہور۔ دارالاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالحدیث 7639557۔ الکریم کیسٹ لائبریری 6365526۔
● راولپنڈی۔ جمعیۃ طلبہ کشمیری بازار 5535188۔ ● اسلام آباد۔ الہدیٰ: اسلامک بکس 2261356۔ ● فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار۔ 631204۔ ● کراچی۔ مکتبہ نور حرم 4966724۔ دی بک اسٹریٹ ڈسٹری بیوٹرز 7787137۔ مکتبہ دارالقرآن، 021-2211966 علمی کتب خانہ اردو بازار۔
● پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ ● حیدرآباد۔ مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2807284

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

www.KitaboSunnat.com

منتخب بچوں کی کہانیاں

اللہ کے دشمن

دار الابلاغ

DARUL IBLAGH

مائل خیر آبادی

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

المكتبة الرحمانية
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..................

فہرست

سچی بات

اللہ کے دشمن

پیارے پیارے ننھے منے بچو!

اس دنیا میں شروع دین دن سے مختلف لوگوں کی اور گروہوں کی آپس میں مختلف معاملات پر دشمنی قائم ہے اور آج تک چلی آ رہی ہے۔ کبھی کوئی اپنے محسن اور دوست سے دشمنی نہیں کرتا بلکہ اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے ہر مشکل کام کرتا ہے، ہر طرح اس پر اپنا جان مال نچھاور کرتا ہے۔ لیکن...... کچھ بدنصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے رب کریم سے دشمنی کرتے ہیں۔ وہ اپنے آقا و خالق اور رب تعالیٰ سے بھی دشمنی قائم کر لیتے ہیں ایسے لوگ مالک سے غداری و بے وفائی کرتے ہیں۔ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک اور رب کریم کی مخلوق پر بے تحاشا ظلم بھی کرتے ہیں۔ اور خود اپنے ''خدا'' ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ وہ خود کو رب منوانے کے لیے اللہ کریم سے دشمنی کرتے ہیں اس ذات کو رب داتا اور مشکل کشا ماننے والے موحدین کو قتل کرتے ہیں۔ بھلا اللہ کریم سے جنگ کر کے کون جیت سکتا ہے!! ایسے لوگوں پر آخر اللہ کریم کا عذاب نازل ہوتا ہے اور وہ عبرتناک ذلت ناک و اذیت ناک موت مرتے ہیں۔ اس کتاب میں بھی ایسے ہی اللہ کے دشمنوں کی عبرتناک داستانیں بیان کی گئی ہیں۔ آپ ان کہانیوں کو پڑھیں اور اللہ کریم سے محبت قائم کر کے حسین جنتوں کے حقدار بن جائیں۔

آپ کا بھائی

محمد طاہر نقاش

یکم فروری 2012ء، لاہور

حصہ اول

پانیوں کی فوج والا بادشاہ

ابرھہ

ایک تھا بادشاہ۔ اس کا نام ''ابرہہ'' تھا۔ ابرہہ یمن کا بادشاہ تھا۔ یمن جزیرہ عرب کے جنوب میں واقع ہے۔ ابرہہ بڑا لالچی تھا۔ اس نے سُنا کہ دُور دُور سے لوگ کعبے کی زیارت کے لیے مکہ جاتے ہیں۔ یہ سنا تو اُس نے سوچا کہ کیا ہی خوب ہو کہ لوگ کعبے کی زیارت کے بجائے یمن میں آئیں اور سب کے آنے سے مجھے فائدہ پہنچے۔

اس نے یمن میں کعبے کی طرح ایک عمارت بنوائی، لیکن وہاں کوئی نہ گیا۔

اُس نے سوچا تھا کہ جب لوگ یہاں آنے لگیں گے تو ان سے خوب چڑھاوے وصول کریں گے۔ جب یمن میں لوگ زیارت کے لیے نہیں گئے تو اس نے سوچا: جب تک مکے کا کعبہ نہ ڈھایا جائے گا، اس وقت تک یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ تو اس نے ایک بڑا لشکر ساتھ

لیا۔ جس میں ہاتھی بھی تھے۔

مکہ والوں نے سنا کہ ابرہہ کعبے کو ڈھانے آ رہا ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ وہ ابرہہ کے بھاری لشکر کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ مکہ والے مکہ چھوڑ کر آس پاس کی پہاڑیوں پر چلے گئے اور ہمارے نبی ﷺ کے دادا عبدالمطلب اللہ سے دعاگو تھے کہ ''اے اللہ! اپنے گھر کی حفاظت فرما، ہمارے پاس نہ اسلحہ ہے نہ لشکر تو ہی اپنے گھر کی حفاظت کرنے والا ہے، اگر تو نے اس کی حفاظت نہ کی تو کل تیرا یہاں نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔''

ابرہہ پڑاؤ پر پڑاؤ کرتا چلا آ رہا تھا۔ جب مکہ تین چار میل رہ گیا تو اچانک ہزاروں لاکھوں ابابیل چڑیاں اس کے لشکر کے اوپر منڈلانے لگیں۔ ان ابابیلوں کی چونچوں اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ انھوں نے کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر پھینکنا شروع کر دیں۔ جب کسی حملہ آور لشکری کو کنکری لگی، بندوق کی گولی کی طرح لگی اور اس کا وہیں بھرکس نکل گیا۔ ابرہہ کا سارا لشکر اسی طرح تباہ ہو گیا۔

مکہ والے جو پہاڑیوں پر چلے گئے تھے۔ انھوں نے یہ حال دیکھا تو بولے: ''اللہ اپنے گھر کی حفاظت کرنے والا ہے، کسی کی مجال

نہیں کہ کعبہ کو ڈھا سکے۔"

ابرہہ کے لشکر میں ہاتھی بہت تھے۔ اسی لیے ابرہہ اور اس کے لشکری اصحاب الفیل (ہاتھیوں والے) مشہور ہوئے۔ اس لشکر کی تباہی کا حال قرآن مجید کے آخری (تیسویں) پارے میں سورۂ فیل میں بیان ہوا ہے۔

مصنوعی جنت بنانے والا بادشاہ

شداد

ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام شدّاد تھا۔ شدّاد بڑا مغرور اور گھمنڈی تھا۔ اتنا مغرور کہ اس کے دل سے اللہ کا ڈر بھی جاتا رہا اور وہ خود رب بن بیٹھا۔ یہ دیکھ کر اس وقت کے ایک نبی اس کے پاس گئے اور انھوں نے اسے نصیحت کی کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لا اور اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے جو طریقہ بتایا ہے اسی طریقے سے حکومت کا کام کر تو اللہ تعالیٰ تجھے مرنے کے بعد جنت عطا فرمائے گا۔ جنت میں ہر طرح کی نعمتیں ہوں گی۔

جنت کا نام سنا تو شدّاد نے کہا: ''مجھے جنت کی لالچ کیا دیتے ہو، میں تو اسی دنیا میں جنت بنا کر مزے اڑاؤں گا۔'' اور پھر اس نے حکم دیا کہ ایک بہت عمدہ باغ بنایا جائے۔ اس میں عمدہ عمدہ پانی کی نہریں نکالی جائیں۔ فوارے بنائے جائیں۔ طرح طرح کے پھولوں

کے پودے لگائے جائیں۔ رنگ رنگ کی چڑیاں اس میں رکھی جائیں۔ اچھے اچھے پھلوں کے پیڑ لگائے جائیں۔ خوبصورت باغ لگائے جائیں اور اس کے اندر محل بنوائے جائیں اور خوب صورت نوکر چاکر اور لونڈی، غلام خدمت کے لیے اس میں تیار رہیں۔"

مطلب یہ کہ آرام اور سکھ کے بارے میں جو کچھ وہ سوچ سکتا تھا وہ سب اس نے وہاں جمع کر دینے کا حکم دے دیا۔

شدّاد کے حکم سے "جنت" تیار ہونے لگی۔ جنت بنانے میں پانی کی طرح دولت بہائی گئی۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ جنت تو آدمی بنا نہیں سکتا، مگر ہاں، بہت دنوں کی محنت سے ایسا باغ ضرور بن کر تیار ہوگیا کہ اس زمانے میں ویسا کوئی دوسرا باغ نہ تھا۔ اب شدّاد کو خبر کی گئی تو وہ بڑے ٹھاٹھ سے اپنی جنت دیکھنے کے لیے چلا۔ وہ بڑا خوش خوش جارہا تھا۔ اپنی جنت کے پاس پہنچا بڑے گھمنڈ کے ساتھ دروازے کے اندر قدم رکھا تو اس کا ایک قدم اندر تھا، ایک باہر۔ بس اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے کو اس کی جان نکالنے کا حکم دے دیا۔ موت کے فرشتے نے ٹھیک اسی وقت اس کی جان نکال لی۔ شدّاد اپنی جنت کے دروازے میں آدھا ادھر اور آدھا اُدھر بے جان ہوکر گر پڑا۔ یہ ہوا اللہ کریم کے دشمن کا انجام!

جس کے خزانوں کی چابیاں اونٹ اٹھاتے تھے

قارُون

یعقوب علیہ السلام ایک نبی تھے۔ یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام ''اسرائیل'' تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں بڑی برکت دی، یعنی اُن کے خاندان کے لوگ خوب پھولے پھلے اور بڑھے۔ عربی زبان میں ابن، بن اور بنی کے معنی ہیں ''بیٹا اور اولاد۔'' اسی لیے یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو ''بنی اسرائیل'' کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں بڑے بڑے نبی گزرے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام بھی اسی خاندان سے تھے۔

بنی اسرائیل میں ایک طرف تو بہت سے نبی ہوئے لیکن دوسری طرف بہت سے بُرے لوگ بھی ہوئے۔ ان بُرے لوگوں میں ایک ''قارُون'' بھی تھا۔ قارُون موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا۔ اپنی قوم (بنی اسرائیل) کے ساتھ مصر میں رہتا تھا۔ بڑا ہی مال دار

آدمی تھا۔ اتنا مال دار کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں ایک آدمی نہیں اٹھا سکتا تھا بلکہ کئی کئی اونٹ مل کر اٹھاتے تھے مگر جتنا مال دار تھا، اس سے زیادہ کنجوس تھا۔ وہ اپنی دولت میں سے نہ اللہ کا حق دیتا نہ اللہ کے بندوں کا، نہ زکوٰۃ دیتا اور نہ ہی خیرات کرتا۔ اپنی دولت پر اُسے بڑا گھمنڈ تھا۔ وہ غریبوں کو منہ نہ لگاتا، بلکہ انھیں اپنے سے کم تر و حقیر سمجھتا۔

ایک بار قوم کے بوڑھوں نے اُسے نصیحت کی، سمجھایا کہ اللہ سے ڈرو اور اتنا گھمنڈ نہ کرو، اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر۔ اس طرح اللہ تم سے خوش ہوگا اور آخرت میں تجھے جنت دے گا۔

بوڑھوں کے سمجھانے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ بڑے تکبر سے بولا: ''یہ دَھن (دولت) میں نے بڑی ہوشیاری اور محنت سے اکٹھا کیا ہے، میں اپنی گاڑھی کمائی دوسروں پر کیوں خرچ کروں؟''

قارون نہایت کنجوس تھا۔ لوگوں نے اُسے نصیحت کی تو اُسے بہت بُرا لگا۔ وہ ان کو دکھانے کے لیے ایک بار خوب بن ٹھن کر کے گھر سے نکلا۔ برادری میں سمجھدار اور ناسمجھ سبھی ہوتے ہیں۔ ناسمجھ لوگوں نے دیکھا تو دل میں کہنے لگے: ''دیکھو تو یہ کیسا قسمت والا آدمی ہے۔

کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی ایسے ہی ہوتے۔" لیکن سمجھ دار لوگوں نے ان کو سمجھایا۔ "بڑے افسوس کی بات ہے، تم اتنا بھی نہیں سمجھتے، تم جس دولت کی تمنا کررہے ہو اللہ کے ہاں کا ثواب یہاں سے لاکھ درجے بڑھ کر ہے، لیکن یہ ثواب ان لوگوں ہی کو ملتا ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق ہر کام کرتے ہیں۔

قارُون کو اُس کے غرور کی سزا اس دنیا میں اس طرح ملی کہ جس جگہ اس کا محل تھا، ایک رات وہاں کی زمین پھٹی اور قارون اپنے محل سمیت اس میں دھنس گیا۔ صبح کو لوگوں نے دیکھا تو نہ قارون تھا، نہ اس کا محل اور نہ اس کی دولت۔ سب لوگ دیکھ کر اللہ کے ڈر سے کانپنے لگے۔

پیارے نبی ﷺ کو تکلیفیں دینے والا

ابولہب

ابولہب، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا تھا۔ تھا تو نبی ﷺ کا چچا، مگر بڑا ہی کنجوس تھا۔ تم نے وہ مثل سنی ہوگی کہ ''چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے۔'' بس وہ ایسا ہی تھا۔ پیسے کے مقابلے میں وہ کسی کی محبت کی پرواہ نہ کرتا تھا۔

ابولہب اپنی کنجوسی ہی کی وجہ سے مسلمان نہ ہوسکا۔ اپنی کنجوسی کی وجہ سے وہ لوگوں کو قرآن کی باتیں نہ سننے دیتا۔ قرآن میں تو لکھا ہے کہ ''زکوٰۃ دو، خیرات کرو، غریبوں اور یتیموں کو کھانا کھلاؤ، غلاموں کو آزاد کرو، اور اسی طرح اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرو۔'' بھلا ابولہب ایک کوڑی بھی کس طرح دے سکتا تھا۔ بس جہاں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین پھیلانے جاتے، ابولہب ساتھ ہو لیتا۔ آپ ﷺ لوگوں کو قرآن سناتے۔ اللہ کے حکم دوسروں تک پہنچاتے۔ اور توبہ توبہ ابولہب پیچھے پیچھے کہتا پھرتا: ''یہ سب جھوٹ ہے، اس کے کہنے میں نہ

آتا۔" توبہ کیسا بُرا آدمی تھا، ابولہب!

پیارے بچو! آپ نے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں سُنا ہوگا کہ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، آپ پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا، گندگی پھینکی جاتی تھی اور طرح طرح سے ستایا جاتا تھا، ان سب باتوں میں ابولہب آگے آگے ہوتا تھا۔

اب سنو ابولہب کی موت کیسے ہوئی۔ اس سے پہلے ہم تمھیں یہ بتادیں کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی برائی کا بدلہ دے دیتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں ورنہ تم تو جانتے ہو کہ پورا بدلہ تو آخرت میں مل جاتا ہے۔

اچھا تو سنو! ایک بار ابولہب کے چیچک نکلی۔ ایسی چیچک نکلی کی سارا بدن سڑنے لگا۔ ایسی بدبو آتی کہ ناک تک نہ دی جاتی۔ اس کے دو بیٹے تھے لیکن وہ بھی پاس نہ جاتے۔ جب ابولہب اسی بیماری میں مر گیا تو بھی بیٹے لاش کے پاس نہ گئے۔ لوگوں نے کہا سنا تو بس یہ کیا کہ دُور ہی سے لاش کو کسی نہ کسی طرح سے دھکیل کر دیوار کے پاس کردیا اور اوپر سے کنکر پتھر پھینک پھینک کر دفنا دیا۔ یہ ملا نتیجہ ابولہب کو اس دنیا میں، اور آخرت میں تو وہ ہمیشہ دوزخ میں جلے گا۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جلے گا۔

نبوت کا دعوے دار ایک شعبدہ باز اور بہروپیا

مسیلمہ کذاب

یہ مسلمان جانتے اور مانتے ہیں کہ پیارے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کردی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو نبی کہے یا کہلوائے گا تو ایسا شخص جھوٹا ہوگا۔ سبھی جانتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے آپ تو نبی بن نہیں جاتا بلکہ یہ تو اللہ کی مرضی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پھر اب کس طرح کوئی نبی ہوسکتا ہے۔

مگر بہت سے جھوٹے اور مکار لوگ پیدا ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہلواتے تھے۔ ان جھوٹے اور مکار لوگوں نے کچھ ایسے کرتب اور شعبدے سیکھ لیے تھے جن کے ذریعے ناسمجھ لوگوں کو خوب چکمہ دیتے اور پھر ایسے ہی ناسمجھ لوگوں سے اپنے کو نبی کہلوانے کی کوشش کرتے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے ہمارے ملک میں ایک جھوٹا شخص پیدا

ہوا۔ اس کا نام ''غلام احمد'' تھا۔ یہ شخص قصبۂ قادیان (پنجاب) کا رہنے والا تھا اور اپنے کو نبی کہتا تھا اور کہلواتا تھا۔ ایسے ہی جھوٹے اور مکاروں میں ایک شخص ''مسیلمہ کذاب'' بھی گزرا ہے۔ اس نے بھی اپنے آپ کو نبی کہلوانے کی کوشش کی تھی۔ اس شخص نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں دعوٰئ نبوت کیا۔ آیئے! ہم مسیلمہ کذاب کی کچھ چال بازیاں اور ایک دو کرتب بیان کرتے ہیں۔ جنھیں پڑھ کر آپ سمجھ لیں گے کہ مسیلمہ اور ایسے ہی لوگ کیسے جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔

اپنے آپ کو نبی کہلانے سے پہلے مسیلمہ کذاب مارا مارا پھرتا تھا اور ایسے لوگوں کو ڈھونڈتا پھرتا جو منتر جنتر ٹونے ٹوٹکے، جادو، کرتب، چال بازیاں، شعبدے شگون اور طرح طرح کے ہتھکنڈے جانتے ہوں۔ وہ ان سے یہی سب باتیں سیکھا کرتا۔ چند ہی دنوں میں اس نے بہت سے کرتب سیکھ لیے اور اب وہ لوگوں کو اپنے کرتب دکھا کر چکمہ دینے لگا۔ اس کے کرتب اور شعبدوں میں سے ایک یہ تھا کہ......:

وہ انڈے کو تیز سرکے میں ڈالتا تھا۔ انڈا دیر تک سرکے میں پڑا رہے تو اس کا اوپر کا چھلکا نرم ہو جاتا ہے اور پھر اگر دبایا جائے تو وہی انڈا بغیر ٹوٹے دَب سکتا ہے۔ مسیلمہ کذاب کو یہ بات کہیں سے معلوم

ہوگئی۔ اس وقت انڈے کا اور سرکے کا یہ بھید کوئی نہیں جانتا تھا تو اب مسیلمہ کذاب نے یہ کیا کہ ایک ایسے ہی انڈے کو لیا اور سے دبایا۔ دَبا دَبا کر اسے لمبا کر دیا۔ لمبا کر کے اسے ایک بوتل میں ڈال دیا۔ بوتل کے اندر جا کر پھر اپنی اصل حالت میں آ گیا۔ مسیلمہ کذاب نے بوتل کو بند کر دیا اور پھر لوگوں کو دکھاتا اور کہتا پھرتا کہ دیکھو! یہ میرا معجزہ ہے۔ خدا نے میرے ہاتھ سے تنگ منہ کی بوتل میں بغیر ٹوٹے صحیح سلامت انڈا ڈلوا دیا۔'' مسیلمہ کذاب کے اس کرتب کو ناسمجھ لوگ معجزہ ہی سمجھے، لیکن جو لوگ اس کو پہلے سے جانتے تھے وہ اسے جھوٹا اور مکار کہتے رہے۔ مسیلمہ کذاب نے لوگوں کو ایک اور چکمہ دیا۔ ایک اندھیری رات میں اس نے کہا: ''آج رات میرے پاس اللہ کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ آئے گا۔ فرشتہ آسمان سے اترے گا جو لوگ باہر ہوں گے وہ گھروں کے اندر چلے جائیں۔ اگر کوئی فرشتے کو دیکھنے کی کوشش کرے گا تو اس کی آنکھوں پر بجلی گر پڑے گی اور وہ اندھا ہو جائے گا۔ لوگ ڈر کے مارے گھروں کے اندر چلے گئے۔

رات کے وقت جب ہوا تیز ہوگئی تو مسیلمہ کذاب نے پتنگ اڑائی۔ پتنگ دم دار تھی۔ پتنگ کی دم میں ہلکے گھنگھرو باندھ دیے تھے جو بج رہے تھے۔ رات کے وقت ڈور تو کسی کو دکھائی نہیں دی لیکن

ہاں، ایک دھندلی سی چیز بجتی ہوئی دکھائی اور سنائی دی۔ لوگ گھروں سے پکارے ''یہ کیا ہے، یہ کیا ہے؟'' مسیلمہ نے چلا کر کہا: یہی فرشتہ ہے۔ تم لوگ اپنی نظریں جھکا لو اس کی طرف مت دیکھو، اگر تمہارے دیکھتے ہوئے فرشتہ اتر آیا اور تم نے اسے دیکھ لیا تو تم اندھے ہو جاؤ گے۔ دیکھنے والوں نے فوراً اس طرف سے نظریں ہٹا لیں اور پھر صبح کو یہ حال تھا کہ آس پاس کے سارے لوگ اس پر ایمان لے آئے اور اس کے اوپر جان اور مال نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

مسیلمہ کذاب نے اس طرح کے کرتب دکھا دکھا کر لوگوں کو اپنا چیلا بنا لیا۔ جب اس کے پاس بہت بڑی جماعت ہو گئی تو اس نے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ یہ خبر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ تھے۔) تو انھوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو افسر بنا کر ایک فوج بھیجی اور فرمایا کہ پہلے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو سمجھائیں، اگر وہ کسی طرح نہ مانیں تو پھر سب کو سزا دیں۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے جا کر انھیں سمجھایا، مگر مسیلمہ اور اس کے ساتھی لڑنے اور مارنے مرنے پر تیار ہو گئے تو خالد رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلہ کیا۔ جس کی وجہ سے مسیلمہ کذاب قتل ہو گیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اور اسی ایک جنگ کی بنا پر اللہ کی زمین اس ناپاک برائی سے پاک ہو گئی۔

پیارے نبی ﷺ کو جان سے مارنے کا خواہشمند ایک بدبخت

ابوجہل

پیارے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اللہ کے بڑے بڑے دشمن مکہ میں موجود تھے۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، عتبہ، ابولہب، ابوجہل اور بھی بہت سے تھے لیکن اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی میں ابوجہل سب سے آگے تھا۔

ابوجہل نے جب سنا کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اللہ کا دین (اسلام) پھیلانا شروع کردیا ہے تو وہ سب سے زیادہ بگڑا۔ ایسا ظالم تھا کہ ایک بوڑھی خاتون سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا جب مسلمان ہوئیں تو غصے کے مارے اس نے اس کے دل میں نیزہ مارا جس سے وہ بے چاری شہید ہوگئیں۔

ایک بار تو اس ظالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے

خاندان کا بائیکاٹ کرا دیا۔ مکہ کے بڑے بڑے لوگوں کو جمع کیا اور طے کیا کہ اس خاندان سے لین دین نہ کریں، تم میں سے کوئی بھی نہ انھیں کچھ دے اور نہ لے۔ نہ بات کرے اور نہ ہی ان سے شادی بیاہ کرے۔

اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب زندہ تھے۔ وہ خاندان کے بزرگ تھے۔ پورے خاندان کو لے کر ایک گھاٹی میں چلے گئے اور تین برس بڑی تکلیف میں گزارے۔ اس گھاٹی میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو بھوک اور پیاس سے بڑی بڑی تکلیفیں ہوئیں۔ بچے بھوک اور پیاس سے روتے تو ابوجہل خوش ہوتا۔ انہوں نے اس گھاٹی کی ناکہ بندی کر رکھی تھی تاکہ کسی طرف سے کوئی کھانے پینے کا سامان گھاٹی والوں تک نہ پہنچ سکے۔

ایک بار پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سسرالی رشتہ دار نے کچھ گیہوں چھپا کر بھیجے۔ ابوجہل تاک میں رہتا تھا۔ اُس نے روکا، لیکن لے جانے والا کسی نہ کسی طرح لے ہی گیا۔

تین برس بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی سے نکلے تو ایک دن کعبے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے تو اسی ابوجہل نے کعبہ میں اعلان کیا کون کون یہ کام کرے گا؟ کہ اونٹ کی

بھاری بھرکم اوجڑی لاکر محمد پر ڈالے کہنے کی دیری تھی کہ ایک کونے سے آواز آئی، جی میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ اس ملعون شخص کا نام ''عتبہ'' تھا۔ یہ گیا اور اونٹ کی اوجھ اٹھا لایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سجدے کی حالت میں ڈال دیا۔ عتبہ کے اس عمل کی بنا پر ابوجہل اور باقی موجود لوگ خوب زور زور سے ہنسنے لگے۔

وہ ابوجہل ہی تھا کہ جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پھیلانا شروع کیا اور مکہ کے لوگ مسلمان ہونے لگے تو اس نے مکہ کے رئیسوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل ہی کر دینا چاہیے۔

لوگوں نے کہا: ''اگر کوئی ان کو قتل کر دے گا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھرانے والے، یعنی ہاشمی خاندان کے لوگ بدلہ ضرور لیں گے اور پھر اس کے خاندان والوں سے ہاشمی خاندان والوں کی دشمنی ہو جائے گی، پھر نہ جانے کتنے دنوں تک مارکاٹ ہوتی رہے۔''

یہ سنا تو ابوجہل نے خود ہی ترکیب بتائی کہ مکہ کے ہر گھر سے ایک آدمی لیا جائے۔ یہ سب مل کر ان کو قتل کر دیں تو پھر ہاشمی خاندان کے لوگ مکہ کے سارے خاندانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

ابوجہل کی اس رائے کی سب نے تعریف کی، پھر ایک رات سب

نے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا گھیراؤ کرلیا۔ لیکن اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچالیا اور آپ سب کے پنجے سے نکل کر مدینہ کو چل دیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو ابوجہل ہی وہ دشمن تھا جس نے مکہ والوں کو مدینہ کے مسلمانوں سے لڑنے پر اکسایا اور پھر تیرہ سو (1300) بہادروں کو لے کر مدینہ کی طرف چلا تاکہ مسلمانوں کو قتل کردیا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو آپ 313 مسلمانوں کو لے کر مکہ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے۔ بدر کے میدان میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ اس لڑائی میں مسلمان جیتے۔ مکہ کے بڑے بڑے کافر سردار مارے گئے۔ جن میں ابوجہل بھی تھا۔ اسے دو کم سن مسلمان لڑکوں نے مل کر واصل جہنم (قتل) کردیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا کہ جاؤ دیکھو ابوجہل کس حال میں ہے۔ ایک صحابی گئے میدان میں اسے ڈھونڈا تو زخمی حالت میں مرنے کے قریب پڑا نظر آیا۔ صحابی نے اللہ کے دشمن کو دیکھا تو اس کے سینے پر لات رکھی اور سر کاٹ دیا۔ اس طرح اللہ کا یہ دشمن جہنم رسید ہوا۔

❀ ❀ ❀

حصہ دوم

بیوقوف کی تلاش

کہتے ہیں ایک شہر میں کوئی رئیس تھا
دولت میں وہ رئیس تھا قارون وقت کا
تھے اُس کی ملکیت میں مکانات بھی بہت
تھے اُس کے کارخانے بھی باغات بھی بہت
ان سب کے انتظامات کی خاطر ملازمین
رکھتا تھا چھانٹ چھانٹ کے وہ محنتی ذہین
ان کے علاوہ گانے بجانے کے واسطے
تفریح اور ہنسنے ہنسانے کے واسطے
مینڈھے، بٹیر، مرغ لڑانے کے واسطے
نوکر تھے قصہ سُنانے کے واسطے
لہو و لعب میں یوں وہ بسر کرتا تھا زندگی
لیکن خدا کو یاد نہ کرتا تھا وہ کبھی
خدمت میں اُس کی ایک دن آیا ایک آدمی
اور اُس نے اُس رئیس سے اِس طرح عرض کی

"بے حد دُکھی ہوں، مجھ پر کرم کیجئے حضور!
خدمت میں اپنی مجھ کو بھی رکھ لیجیے حضور"
پوچھا یہ اُس رئیس نے "آتا ہے کوئی کام؟"
بولا کہ "کام سے نہیں واقف ہے یہ غلام
میرے لیے تو آپ ہی تجویز کیجیے
جو کام آپ چاہیں وہ بندے سے لیجیے"
پھر پوچھا اُس رئیس نے "حال اپنا کچھ سُناؤ
اب تک کہاں کہاں رہے نوکر؟ مجھے بتاؤ"
کہنے لگا کہ "بہتوں کا نوکر رہا جناب!
لیکن نکال ہی دیا سب نے مجھے شتاب"
پوچھا کہ "ہرطرف کیا کیا کہہ کے کام سے؟
تم کیوں نکالے جاتے تھے ہر مقام سے؟"
کہنے لگا کہ "آپ سے کیا عرض میں کروں؟
کہتے ہیں سارے کہ 'میں بیوقوف ہوں'
کہہ کہہ کے یہ ہر ایک نے مجھ کو نکال دیا
دُکھ درد کا مرے نہ کسی نے کیا خیال"

یہ سُن کے وہ رئیس بڑے زور سے ہنسا
اُس بیوقوف شخص سے اُس نے یوں کہا

''گانے بجانے والے ہیں نوکر مرے یہاں
قصے سُنانے والے ہیں نوکر مرے یہاں
مُرغے لڑانے والے ہیں نوکر مرے یہاں
ہنسنے ہنسانے والے ہیں نوکر مرے یہاں
ماہر ہر ایک کام کے موجود ہیں یہاں
البتہ بے وقوف ہی مفقود ہیں یہاں
میں سوچتا ہوں محکمہ اِک یہ بھی کھول دوں
اب احمقوں کی بھرتی بھی اپنے یہاں کروں
لو سب سے پہلے نام تمہارا ہی لکھ لیا
اُس محکمے کا تم کو ہی افسر بنا دیا
اُس آدمی نے شکریہ اُس کا ادا کیا
پھر عرض کی کہ ''کام مجھے کرنا ہوگا کیا؟''
فرمایا دے کے ایک چھڑی اُس رئیس نے
''دیکھو حوالے کرنا یہ تم ایسے شخص کے

جو تم سے بھی زیادہ کہیں بے وقوف ہو
اَب جاؤ، گھومو شہر میں، تم خود ہی ڈھونڈ لو
جس دن یہ کام کرکے مرے پاس آؤ گے
اُس دن سے تم تو مفت ہی تنخواہ پاؤ گے
اُس آدمی نے لے لی چھڑی اُس رئیس سے
اور ڈھونڈنے لگا کوئی احمق اُسے ملے
اِس دُھن میں روز صبح سے جاتا وہ آدمی
مغرب کے بعد لوٹ کے آتا وہ آدمی
لیکن نہ بے وقوف کوئی ایسا مل سکا
دنیا میں اُس سے بھی جو حماقت میں ہو سوا
اس طرح ڈھونڈتے ہوئے اور گھومتے ہوئے
احمق کی دُھن میں اُس کو کئی سال ہوگئے
پھر ایک دِن رئیس وہ بیمار ہوگیا
جُوں جُوں دوا کی، اُس کا مرض اور بھی بڑھا
تھوڑے دِنوں کے بعد اُسے ہوگیا یقین
بچنے کی موت سے کوئی اُمید اب نہیں

تو اپنے نوکروں کو بلایا رئیس نے
یوں سب کو اپنا حال سُنایا رئیس نے
گزری تمام عمر بڑی آن بان سے
اب وقت چل چلاؤ کا ہے اِس جہان سے
سب نے سُنا یہ حال تو رنجیدہ ہوگئے
نوکر سبھی رئیس کے نم دیدہ ہوگئے
اُن میں وہ بیوقوف بھی تھا چھ برس سے جو
دن رات ڈھونڈتا تھا "بڑے بیوقوف" کو
اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا ہوا؟
کچھ بھی نہ اُس رئیس کی باتیں سمجھ سکا
"واپس کب آیئے گا؟" یہ پوچھا رئیس سے
بولا رئیس "اب نہیں آنا ہے پھر مجھے"
کہنے لگا "ارے! تو کہاں جارہے ہیں آپ؟
کیسی انوکھی بات یہ فرما رہے ہیں آپ؟
یہ سُن کر اُس رئیس نے اِک سرد آہ کی
بولا "جہاں سے کوئی بھی لوٹا نہیں کبھی
رہنا ہے اُس جہاں میں ہمیشہ کے واسطے

مجھ کو یہی تو رنج ہے، اب تک سمجھ گئے؟

"تو پھر نہ جائیے!" یہ کہا بے وقوف نے

کیا فائدہ ہے جانے سے مجھ کو بتائیے؟"

بولا کہ "اب نہیں ہے مفر جارہا ہوں میں

جی چاہتا نہیں ہے، مگر جارہا ہوں میں"

افسوس کرکے کہنے لگا بے وقوف اب

"تو پھر درست کردوں سامان سفر کا سب"

بولا کہ "بھائی! جانا ہے اب تو مجھے وہاں

سامان کے بغیر ہی جاتے ہیں سب جہاں"

حیرت کے ساتھ بولا وہ احمق "ارے ارے!

سامان کے بغیر کوئی جا کے کیا کرے؟

سامان کچھ نہ ہوگا تو کیسے ہیں گے آپ؟

سامان کچھ نہ ہوگا تو دُکھ ہی سہیں گے آپ؟

یہ اونچے اونچے کمرے، یہ بنگلے، یہ کوٹھیاں

مخمل کے فرش، گدّے، یہ پردے، یہ کرسیاں

یہ نرم نرم صوفے، یہ کمخواب کے لباس

جو چیز چاہے وہ ہے موجود آس پاس

کھانے کے واسطے ہیں کھانے نئے نئے
کھیلوں کے واسطے ہیں، ٹھکانے نئے نئے
سامان نہ ہوگا تو پھر کیا کریں گے آپ؟
سوتے میں چونک چونک پڑیں گے ڈریں گے آپ!
اوہو، سمجھ گیا میں کہ سامان سب حضور!
بھجوا دیا ہے آپ نے شاید وہاں ضرور!
یا پھر حضور کے کسی ہمدرد نے وہاں
سب ٹھیک کرکے رکھا ہوگا بے گماں"
بولا رئیس "بھائی مرے بات تو سُنو!
تم بات سُن کے اور سمجھ کے جواب دو!
میرا وہاں پہ کوئی مددگار بھی نہیں
کام آنے والا کوئی وہاں یار بھی نہیں
اور اپنی بود و باش کے سامان کے لیے
میں نے وہاں کے واسطے سامان نہیں کیے"
بولا کہ "ہائے آپ نے یہ بھی نہیں کیا!
یہ کیا غضب ہے، کام سمجھ سے نہیں لیا!

دو دن کی زندگی کے لئے تو حضور نے
دنیا جہاں کے سبھی سامان کر لئے
کیا کیا نہ کچھ کیا ہے بڑی آن بان سے
غافل رہے جناب مگر اُس جہاں سے
رہنا ہے جس جہاں میں ہمیشہ کے واسطے
سامان وہاں کے واسطے کچھ بھی نہیں کئے
دُنیا میں بڑھ کے آپ سے احمق نہیں کوئی
یہ لیجئے حضور! یہ ہے آپ کی چھڑی

❋❋❋

علم کی قدر

کسی شہر میں ایک استاد تھے سمجھ دار اور نیک استاد تھے
جو تا پڑھانے اُسے علم دیں دلاتے تھے ہر دم یہ سب کو یقیں
"بڑا قیمتی دین کا علم ہے نہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور شے
بتاتا ہوں جو مسئلہ دین کا وہ لاکھوں کی دولت سے بھی ہے سوا
یہ سچ بات اس نیک اُستاد کی ہر ایک طالب علم نے یاد کی

سُنو حال اب ایک شاگرد کا
کہ اِک روز پاس اس کے پیسہ نہ تھا

ضروری تھا جوتا گٹھاتا مگر گیا پاس موچی کے کچھ سوچ کر
کہا "میرا جوتا اگر گانٹھ دے تو اک مسئلہ میں سکھا دوں تجھے
سکھاؤں گا جو مسئلہ دین کا وہ لاکھوں کی دولت سے بھی ہے سوا
بڑا قیمتی دین کا علم ہے نہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور شے
بس اب جلد جو جوتا مرا گانٹھ دے اور اس کے عوض مسئلہ سیکھ لے"
وہ موچی نہ تھا علم سے آشنا خفا ہوکے لڑکے سے کہنے لگا
"کروں گا میں کیا سیکھ کر مسئلہ میں کیا جانوں ہے مسئلہ کیا بلا؟

مرمت کرانا ہے تو دام دو ۔ نہیں تو میاں راستہ لو"
سُنی بات اس وقت موچی کی تو ۔ ہوا رنج اب طالبِ علم کو
گیا لوٹ کر پاس اُستاد کے ۔ کہا "ایک بات آپ سمجھایئے
بڑا قیمتی دین کا علم ہے ۔ نہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور شے
یہ سچ ہے کہ ہر مسئلہ دین کا ۔ کروڑوں کی دولت سے بھی ہے سوا
مگر اس کے بدلے ٹکا سا جواب ۔ مِلا آج موچی سے مجھ کو جناب!"
سُنا جب یہ اُستاد نے ماجرا ۔ اُسے قیمتی ایک ہیرا دیا
اور اسے کہا "سبزی منڈی میں جا ۔ ذرا اس کی قیمت تو جنچوا تو لا!
وہ شاگرد ہیرے کو لے کر گیا ۔ اور اک بیر والی سے اس نے کہا
یہ "پتھر تو کتنے میں لے گی بتا! ۔ کہا اُس نے "یہ میرے کس کام کا؟
"یہ پتھر تو اتنا بڑا بھی نہیں ۔ کہ اس کی چھٹنکی بنا لوں کہیں
مگر تو جو کہتا ہے، لے لوں گی میں ۔ تجھے پانچ چھ بیر دے دوں گی میں
مرا بچہ ہے کھیلتا گولیاں ۔ یہ گولی بنا لے گا "سمجھے میاں!"

سُنی بیر والی کی یہ بات تو
ہنسی آ گئی طالب علم کو

گیا دوسری بیر والی کے پاس ۔ ہوا اُس سے تو اور بھی وہ اُداس
کہا دوسری نے "الگ پھینک دے ۔ چٹورے! یونہی مجھ سے دو بیر لے"
یہ سُن کر وہ افسوس کرتا ہوا ۔ اٹھا اور اُستاد کے گھر گیا

کہا آ کے اُستاد سے "اے جناب! ذرا بات کا اپنی سنیے جواب
لگے پانچ چھ بیر ہیرے کے دام وہاں جا کے بھر پایا بس یہ غلام"

یہ سُن کر کہا پھر یہ اُستاد نے
اُسی سادہ دل طالب علم سے

"ذرا جوہری کی دُکان پر تو جا یہ چھوٹا سا ہیرا اُسے بھی دکھا
مگر یاد رکھ، دے نہ دینا کہیں کچھ اس کے عوض لے نہ لینا کہیں"
"بہت خوب" کہہ کر وہ شاگرد اٹھا اور اک جوہری کی دکان پر گیا
دکھایا اُسے اور کہنے لگا "ذرا دیجیے اس کی قیمت بتا"
اُسے دیکھ کر جوہری نے کہا کہاں سے یہ ہیرا تجھے مل گیا؟"
بتایا "فلاں وہ جو اُستاد ہیں فقہ کی کتاب اُن سے پڑھتا ہوں میں
اُنہی نے دیا ہے یہ ہیرا مجھے تعجب میں کیوں ہو مجھے دیکھ کے؟"
یہ سچ بات جب جوہری نے سُنی کہا "چور سمجھا تھا میں واقعی
مگر عرض کرتا ہوں سُن لیجیے یہ اُستاد سے جا کے کہہ دیجیے
نہیں اس کی قیمت کی کچھ انتہا کہ ہیرا ہے دراصل یہ بے بہا
شہنشاہ کے پاس لے جایئے تو ممکن ہے دام اس کے پا جایئے"

سُنا جب یہ اس طالب علم نے
تو سنتے ہی ہوش اُس کے جاتے رہے

وہ بازار سے ہانپتا کانپتا گیا، حال استاد سے سب کہا

اب اُستاد نے مسکرا کر کہا!

''کہو، بیر والی بھی ہے یاد کیا؟

کہاں وہ کہاں ایک ہیرے کی بات

وہ سمجھے فقط ککڑی کھیرے کی بات

یونہی بات موچی کی سوچو بھلا کہاں وہ، کہاں دین کا مسئلہ

مخاطب کو پہلے سمجھ لیجیے!

سمجھ بوجھ کر گفتگو کیجیے!

اگر پیٹ بھر گیا

مہدی تھا اک خلیفہ بتاتا ہوں آپ کو
میں اُس کا اِک لطیفہ سناتا ہوں آپ کو
اک بار مہدی فوج سے اپنی بچھڑ گیا
وہ راستہ بھٹک کے مصیبت میں پڑ گیا
تھا دوپہر کا وقت بڑی تیز دھوپ تھی
بھوک اور پیاس بھی اُسے شدت کی تھی لگی
مہدی کے لئے تھی بڑی سخت وہ گھڑی
اتنے میں ایک جھونپڑی اس کو نظر پڑی
اس جھونپڑی کے پاس ہی بیٹھا تھا ایک شخص
معلوم ہورہا تھا کہ بظاہر وہ نیک شخص
نزدیک جاکے اُس سے خلیفہ نے یوں کہا
”اے نیک بخت! آج میں مہمان ہوں ترا“

یہ سُن کے نیک شخص نے اک روٹی پیش کی
روٹی وہ کھا کے مہدی کو تسکین کچھ ہوئی
لیکن ابھی تھی بھوک، سہارا بھی کچھ ملا
تو بولا "بھائی! اور ذرا کچھ کھلا پلا!"
اب اس نے پیالہ دُودھ سے بھر کر اُسے دیا
لے کر خلیفہ مہدی نے وہ دُودھ بھی پیا
پھر بھی گئی نہ بھوک تو کہنے لگا وہ یوں
"بھائی! خلیفہ مہدی کا میں اک غلام ہوں"
یہ سُن کر اپنے دل میں بہت ہی وہ خوش ہوا
اک پیالہ دُودھ اور بھی لا کر اُسے دیا
مہدی نے دودھ یہ بھی پیا اور پھر کہا
"دربار میں خلیفہ کے رُتبہ مرا بڑا!
میں پہلے تھا غلام، کرم مجھ پہ پھر کیا
مجھ کو تو ساری فوج کا افسر بنا دیا"
یہ سُن کر مسکرانے لگا نیک آدمی
اُس نے خلیفہ مہدی سے پھر بات یہ کہی

"اچھا! خلیفہ تم پہ بہت مہربان ہے
کاموں سے وہ تمہارے بہت خوش گمان ہے
خدمت میں پیش دُودھ کروں اور لا کے میں
کیا کہنے ہیں! کہ اب سپہ سالار آپ ہیں!"
کہنے لگا خلیفہ کہ "ہاں اور چاہیئے
اک پیالہ دُودھ بھائی مرے اور لائیے!"
ایک پیالہ دودھ اور بھی لاکر اُسے دیا
خوش ہو کے دل میں مہدی نے وہ دودھ بھی پیا
پھر بولا "بھائی! تم سے چُھپا کر میں کیا کروں؟
سچ وات تو یہی ہے کہ میں ہی خلیفہ ہوں"
"تم اور خلیفہ؟" یہ بات اس شخص نے کہی
اور پھر ہٹایا دودھ کا پیالہ بھی ساتھ ہی
کہنے لگا خلیفہ کہ "یہ تم نے کیا کیا؟
پیالے کو میرے سامنے سے کیوں ہٹ لیا؟
بھائی! ابھی تو بھوکا ہوں میں اور لاؤ کچھ
تم تو بڑے ہی نیک ہو، لاؤ، کھلاؤ کچھ!"

کہنے لگا وہ شخص ''نہ اب کچھ کھلاؤں گا

اے مسخرے! نہ دودھ ہی تجھ کو پلاؤں گا

کچھ کھا کے تیرے پیٹ میں آئی جو کچھ تری

تو پھر لگا تو کرنے بڑوں کی برابری

دودھ ایک پیالہ پی کے ہوا ایسا بے لگا

مہدی کا اپنے آپ کو کہنے لگا غلام

پھر دوسرا پیا، سپہ سالار بن گیا

بن کیا گیا، بس اپنی جگہ آپ تن گیا

پھر تیسرا جو پیالہ پیا اور تن گیا

کم ظرف اتنی دیر میں مہدی بھی بن گیا

لشکرِ خدا کہ ہے ابھی بھوکا ذرا ذرا

ڈر ہے مجھے کہ تیرا اگر پیٹ بھر گیا

اللہ جانتا ہے کہ پھر کیا بنے گا تو

پھر تو خدا ہی اپنے کو کہنے لگے گا تو

باتیں زیادہ اب نہ مرے سامنے بنا!

چل دُور ہو کہ اب ہے اسی میں ترا بھلا

باتیں یہ ہو رہی تھی کہ مہدی کے لشکری
آ پہنچے ڈھونڈتے ہوئے کچھ دیر میں سبھی
دیکھا جو فوجیوں کو تو اب وہ لرز گیا
گھبرا کے پھر خلیفہ کے قدموں پہ گر پڑا
مہدی نے ہنس کے اُس کو گلے سے لگا لیا
خوش ہو کے اپنا خاص مصاحب بنا لیا

غریب بادشاہ

کسی ملک میں ایک تھا بادشاہ　　ہمارا تمہارا خدا بادشاہ
مگر شاہ تھا وہ نہایت غریب　　کہو گے کہ یہ بات بھی ہے عجیب
وہ محلوں میں رہتا بڑے ٹھاٹھ سے　　سپاہی پیادے بہت اس کے تھے
تھے اس کی سواری کو گھوڑے بہت　　پہننے کو کپڑوں کے جوڑے بہت
وہ اچھا بُرا جانتا ہی نہ تھا　　خدا کا کہا مانتا ہی نہ تھا
خدا بلکہ اپنے کو کہتا تھا وہ　　اِسی دُھن میں دن رات رہتا تھا وہ
وہ پھیلا رہا تھا خرابی بہت　　گھمنڈی بہت تھا، شرابی بہت
ستاتا تھا نیکوں کو بے انتہا　　بُروں کا سَدا مانتا تھا کہا
نہ سچ کے لیے وہ زبان کھولتا　　کوئی کام بھی اس کا اچھا نہ تھا

کسی ملک میں ایک تھا بادشاہ
ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

مگر شاہ تھا وہ نہایت غریب　　کہو گے یہ بات بھی ہے عجیب
سُنا ہے کہ جب بادشہ مر گیا　　تو اس طرح ہر ایک کہنے لگا
”نہ وہ لے گیا نیکیاں اپنے ساتھ　　گیا پاس اللہ کے خالی ہاتھ
قیامت کے دن اب مزہ آئے گا　　وہ کاموں کی اپنے سزا پائے گا

وہاں ہوگا ہر بات کا جب حساب
بہت ہوگی تب اُس کی حالت خراب

بُرائی میں کی زندگانی بسر
خدا کا ذرا بھی نہ تھا اُس کو ڈر

یہیں اس کا مال اور دِھن رہ گیا
کہ پر بڑا ہی اُسے ناز تھا

وہاں لاؤ لشکر نہ کام آئے گا
وہ ہر وقت یہ لفظ دہرائے گا

نہیں آج مجھ سا کوئی بد نصیب
نہ ہوگا کوئی مجھ سے بڑھ کر غریب

نہ جاتا تھا میں نیکیوں کے قریب
میں تھا بادشہ، پر بڑا ہی غریب

یہی نیکیاں اصل میں مال ہیں
جو کرتے ہیں نیکی وہ خوشحال ہیں

قیامت میں اب مجھ پہ ظاہر ہوا
کہ جو کچھ ہے وہ سب ہے اللہ کا

نہیں کوئی اس کے سوا بادشہ

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

ہمارا قصہ

(یہ نظم ایک بچی کی فرمائش پر اُسی کے نام سے لکھی گئی)

ایک لڑکی کا سُناتی ہوں میں پیارا قصہ
ایسا لگتا ہے وہ قصہ ہے ہمارا قصہ
ایک اسکول میں جاتی تھی وہ پڑھنے کے لئے
علم کی راہ میں بے چین تھی بڑھنے کے لئے
علم وہ جس سے یہ معلوم ہو انساں ہے کیا؟
اور انسان کا کیا دین ہے، ایمان ہے کیا؟
کفر اور شکر کسے کہتے ہیں، اسلام ہے کیا؟
اور دُنیا میں رہیں کیسے؟ یہاں کام ہے کیا؟
مدرسے میں یہی پڑھتی تھی وہ پیاری بچی
اُس کی اُستانیاں بھی تھیں بڑی اچھی سچی
ایک اُستانی نے اک روز پڑھایا یہ سبق
جس سے درجے کی ہر اک بچی نے پایا یہ سبق

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟
نیک لڑکی نے سبق یہ جو پڑھا تو بولی!
اس طرح اس نے زبان سامنے سب کے کھولی
"ہم مسلمان ہیں تو ایک بنیں گی ہم سب
انشاء اللہ بڑی نیک بنیں گی ہم سب
کہہ کے یہ مدرسے میں رہنے لگی ہِل مِل کے
میل ہر اک سے بڑھانے لگی سچے دل سے
یونہی مِل جُل کے وہ پڑھتی رہی پڑھتی ہی رہی
رہِ اُلفت میں وہ بڑھتی رہی بڑھتی ہی رہی
ایک دن ختم کیا اُس نے نصابِ تعلیم
اس طرح اُس کا مکمل ہوا خوابِ تعلیم

اپنے اسکول سے جس وقت سند لے کے چلی
اُس کو محسوس ہوا پھول بنی دل کی کلی
لیکن اسکول کے چھٹنے کا بھی احساس ہوا
اثر اس کا بصد اندوہ غم و یاس ہوا
رخصت اُستانیوں اور سکھیوں سے جب ہونے لگی
ملی ہر اِک سے گلے اور وہ پھر رونے لگی
گھر پر آ کر بھی وہ اسکول بھلایا نہ گیا
غم جدائی کا کسی طرح دبایا نہ گیا
آخرش ایک دن اُس لڑکی نے پیغام دیا
اور اِن شعروں میں مفہوم اَدا اُس نے کیا
میری پیاری، مری پیاری، مری پیاری بہنو!
میری سکھیو! مری چھوٹی بری ساری بہنو!
ہم نے مانا کہ ابھی چھوٹی ہو، معصوم بھی ہو
کچھ بھی ہو تم مگر اتنا تمہیں معلوم بھی ہو!
تم ہو اسلام کا دل، دل کا نہ مَیلا کرنا
جسم مومن کا ہو تِل، تِل کو نہ مَیلا کرنا

"دیکھو چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تِل میں ہے دکھائی دیتا!"
کبھی اپنے کو کسی طرح نہ کم سمجھو تم
ہاں مگر شرط ہے اسلام کا غم سمجھو تم
آج اسلام کو یہ غم ہے کہ مظلوم ہے وہ
حکم کرنے کے لئے آیا تھا، محکوم ہے وہ
آج اسلام کو غم ہے کہ خدا کے بندے
بے دھڑک کرتے ہیں شیطانوں کے سارے دھندے
ان کو شیطان نے پھندے میں پھنسا رکھا ہے
سبز باغ ایک انھیں اس نے دکھا رکھا ہے
اِک نیا اُس نے تصور دیا آزادی کا
پیش خیمہ ہے جو ایمان کا بربادی کا
نام تہذیب و تمدن کا تو وہ لیتا ہے
لیکن اخلاق کی قدروں کو گرا دیتا ہے
نت نئے گل وہ کھلاتا ہے بنام فیشن
اپنے ایمان کی قسم، اس سے بچانا دامن

سامنے دیکھ کے گُل پھول نہ جانا دیکھو
بات کاٹنے کی تلی بھول نہ جانا دیکھو
ورنہ پچھتاؤ گی، پچھتاؤ گی، پچھتاؤ گی
نورِ ایمان سے جو خالی ہوئیں، بھر پاؤ گی
پس یہی کہنا تھا، میں کہہ چکی پیاری بہنو!
یاد تم رکھنا یہ باتیں مری ساری بہنو
یہ سچ میں کہتی ہوں، تمہارے لئے دلگیر ہوں میں
یاد تو ہوں گی تمہیں! ''خالدہ تنویر'' ہوں میں

❋❋❋

دوست کی یاد

اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست!
اچھا لگتا نہیں اب کچھ بھی اکیلے اے دوست

گاؤں بھر میں فقط اِک یار تمہی تھے مرے
تم نے بھی جا کے وہاں شہر میں ڈالے ڈیرے
آتے رہتے ہو بہت یاد یہاں تم مجھ کو
سچ کہو، یاد بھی کرتے ہو وہاں تم مجھ کو

یا پسند آ گئے شہروں کے جھمیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست!

اب نمازوں کے لئے جاتا ہوں جب مسجد میں
تو وہاں میری نظر ڈھونڈتی پھرتی ہے تمہیں
دل میں کہتا ہوں کہ ممتاز میاں ہوتے اگر
تو جماعت میں کھڑا ہوتا اُنہی سے مل کر

ساتھ ہی بیٹھ کے ہم دونوں تلاوت کرتے
اور پھر سورۂ رحمٰن کی قرأت کرتے
اچھا لگتا نہیں اب کچھ بھی اکیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست

یاد آتا ہے وہ ہم دونوں کا مکتب جانا
"دوست کیا ہوتا ہے؟ اے دوست مرے اب جانا
بُری باتوں سے سَدا تم مجھے روکا کرتے
بھول پر میری بڑے پیار سے ٹوکا کرتے
اچھے بچوں سے ملاقات کرایا کرتے
بُرے بچوں سے سَدا مجھ کو بچایا کرتے
دُور ہم سے رہے شیطان کے چیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست!

یاد ہے جب مجھے شیطان نے بہکایا تھا
انڈے گھر سے میں بدلیا کے اُٹھا لایا تھا
پھر جو معلوم ہوا اُس کو تو جھنجھلانے لگی
گالیاں دینے لگی، چیخنے چلانے لگی

گالیاں جب سُنیں، مجھ پر ہوا شیطان ہوا
بدلہ لینے کے لئے ہوگیا میں بھی تیار
میں بدلیا کو لگا مارنے ڈھیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست

تم نے جیسے ہی سُنا حال یہ، دوڑے آئے
اور آتے ہی مجھے اس طرح سمجھانے لگے
''ڈرو اللہ سے وہ دیکھ رہا ہے تم کو
چور سے خوش نہیں ہوتا ہے خدا سچ جانو
کیا جواب اس کو بھلا دو گے ذرا سوچو تو
انڈے لوٹا دو بدلیَا کو، معافی مانگو!
دُکھ جہنم کے بُرا شخص ہی جھیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست

اس نصیحت سے ہوا فائدہ مجھ کو کتنا؟
میں تمہاری ہی طرح بن گیا اچھا لڑکا
کہو اب شہر میں نیکی یوں ہی پھیلاتے ہو؟
کیا وہاں سب کو اسی طرح سے سمجھاتے ہو؟

یا وہاں شہر میں باتیں یہ سبھی بھول گئے
شہر میں جاکے رہے آپ یا بھول گئے
نہ کریں تم پہ اثر شہر کے میلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست
گاؤں کا سا وہی اب تم میں چلن ہے کہ نہیں؟
دین پھیلانے کی اب تم میں لگن ہے کہ نہیں؟
ہائی اسکول میں یاد آتا ہے مکتب کہ نہیں؟
یاد رہتے ہیں نئے یاروں میں ہم سب کہ نہیں؟
اک سمجھ دار نے یہ مجھ سے کہا ہے پرسوں
کئی شہروں میں وہ جا جا کے رہا ہے برسوں!
شہر میں لاکھوں ہیں شیطان کے چیلے اے دوست!
اے مرے دوست مرے ساتھ کے کھیلے اے دوست

ایک مصیبت چار یار

ایک تھے اَلّو، ایک تھے مَلّو، ایک تھے کلّو، ایک تھے ہم
نیک تھے اَلّو، نیک تھے ملّو، نیک تھے کلّو، نیک تھے ہم
اَلّو، مَلّو، کلّو اور ہم بڑے میل سے رہتے تھے
میل جول ہی سے چاروں کو "چار یار" سب کہتے تھے
ایک روز پِک نِک کا ارادہ کر کے چاروں یار چلے
چلتے چلتے، چلتے چلتے اک پَربَت پر جا پہنچے!
اس پربت کی ایک گُپھا میں ساماں رکھا یاروں نے
کھلی ہوا میں کھیل کود کر جی بہلایا چاروں نے
طرح طرح کے پکا پکا کر کھانے کھایا پیا کیے
پھر مغرب کی بعد گپھا میں جا کر بستر کھول دیئے
وقت عشاء تک مزے مزے کے قصے اور چٹکلے کہے
بعد عشاء کے اپنے اپنے بستر پر وہ لیٹ رہے
سُنا اچانک ایک دھماکا سُن کے چاروں چونک پڑے

اُلّو، مَلّو، کَلّو اور ہم گھبرا کر ہوگئے کھڑے
دیکھا تو اس پربت سے اِک بڑا سا پتھر ٹوٹ پڑا
خدا کی مرضی، گپھا کے منہ پر آ کر وہ اس طرح اَڑا
صرف ہوا کے آنے جانے کو تھوڑا سا رستہ تھا
جب تک ہٹے نہ پتھر انسان ہرگز نکل نہ سکتا تھا
یہ دیکھا تو چاروں بولے "اب کیسے نکلیں گے ہم؟
یارو! اتنا بھاری پتھر کیسے ہٹا سکیں گے ہم؟"
کوئی صورت جب نہ سمجھ میں آئی بیچاروں نے
آپس میں طے کیا یہ آخر گپھا میں چاروں نے
ہر ایک اپنی ایک اعلیٰ درجے کی نیکی یاد کرے
جو کہ ہو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے
پھر اپنی اس نیکی کا دے دے کے حوالہ دُعا کرے
شاید اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ بھلا کرے!"

(1)

یہ سُنتے ہی سب سے پہلے اُلّو نے ہاتھ اُٹھا دیے
بولے "یا رب! تو نے ہم پر بڑے بڑے احسان کیے

ہم کو پیدا کر کے تو نے جینے کا سامان دیا
سیدھے رستے پر چلنے کو نبیؐ دیا قرآن دیا
ہم نے قرآن پڑھ کر تجھ کو جان لیا پہچان لیا
تجھی کو اپنا مالک مولا، حاکم آقا مان لیا
تیرا اشارہ ہوتا ہے تو میں بھی کچھ کر جاتا ہوں
ورنہ اپنے کو اے مولا! بالکل بے بس پاتا ہوں
یارب! مجھ کو یاد ہے، جب میں گلہ بانی کرتا تھا
دن بھر بن میں اپنی بھیڑوں کو نگرانی کرتا تھا
شام کو گھر آ کر پہلے ماں باپ کی خدمت میں جاتا
اپنے ہاتھ سے اُن کو تازہ تازہ دودھ پلاتا تھا
ان سے فارغ ہوکر بیوی بچوں کے پاس آ تا تھا
تیرے اِن بندوں کو کھلا کر آخر میں، میں کھاتا تھا
تو واقف ہے، اک دن بن میں بھیڑ کھو گئی تھی مولا!
اسی لئے گھر آتے آتے دیر ہوگئی تھی مولا!
جلدی جلدی دودھ دوہا پھر جب پہنچا ماں باپ کے پاس
سوتا پایا اُن دونوں کو تو میں بے حد ہوا اُداس

اتنے میں یہ حکم ترا اے مالک! یاد آیا مجھ کو
"والدین کے ساتھ سدا تم اچھا برتاؤ کرو!"
تو پھر کھڑا رہا میں یارب! دُودھ کا پیالہ لئے ہوئے
تو واقف ہے، میں تھا دل میں یہی اراد کئے ہوئے
جیسے ہی یہ جاگیں گے میں پیش کروں گا دُودھ انہیں
اس کے بعد ہی جاؤں گا میں اپنے بیوی بچوں میں
یا رب! تری رضا کی خاطر وہیں رات بھر کھڑا رہا
یہ مانا دل میرا بیوی بچوں میں بھی پڑا رہا
صبح کو وہ جاگے تو میں نے جب دودھ اُن کو پلا دیا
اس کے بعد مرے بیوی بچوں نے کھایا اور پیا
یا رب! تو توفیق نہ دے تو بندے کی ہستی ہے کیا
بندے کے بس میں ہی کیا ہے، بندے کی نیکی ہی کیا؟
کام کیا تھا میں نے وہ بس تیری رضا کی خاطر ہی
میری نیت سے واقف ہے تو، ہر سے پر ہے قادر بھی
اگر پسند آیا تو تجھ کو تو حکم اپنا فرما دے!
اپنے فضل و کرم سے مولا! اس پتھر کو سرکا دے!"

اَلّو نے یہ دُعا کی تو وہ پتھر کچھ سرک گیا
یہ دیکھا تو خوشی کے مارے کُپّھا میں ہر اک پھڑک اُٹھا

(2)

رب کی رحمت دیکھ تو پھر مَلّو نے ہاتھ اُٹھا دیئے
بولے ''یا رب! تو نے ہم پر بڑے بڑے احسان کیے
ہم کو پیدا کرکے تو نے جینے کا سامان دیا
سیدھے راستے پر چلنے کو نبیؐ دیا، قرآن دیا
ہم نے قرآن پڑھ کر تجھ کو جان لیا، پہچان لیا
تجھی کو اپنا مالک، مولا، حاکم مان لیا!
تیرا اشارہ ہوتا ہے تو میں بھی کچھ کر جاتا ہوں
ورنہ اپنے کو اے مالک! بالکل بے بس پاتا ہوں
یا رب! مجھ کو یاد ہے، جب میں ٹھیکیداری کرتا تھا
ٹھیکیداری میں بھی ہر دَم تیرا ہی دَم بھرتا تھا
اک روز میں بانٹ رہا تھا چِٹّھا جب مزدوروں میں
تو بدلو کو غائب پایا اپنے سب مزدوروں میں
اس مزدور کے روپے دس گولک میں ڈال دیئے
سوچا، بدلو آئے گا ہی مزدوری لینے کے لئے

تو گولک سے لے کر اس کی مزدوری دے دوں گا میں
اور پرائے پیسوں سے اپنے کو الگ رکھوں گا میں
اک دن بیتا، دو دن بیتے، اسی طرح رفتہ رفتہ
انتظار میں بدلو کے وہ بیت گیا پورا ہفتہ
اب تو مجھ کو فکر ہوئی، میں نے مزدوروں سے پوچھا
کہا انہوں نے ”وہ تو جمعے کو کلکتے چلا گیا“
میں نے پوچھا ”کب آئے گا؟“ بولے ”اب کیا آئے گا؟“
”کلکتے میں نو نو دس دس روپے روز کمائے گا“
یہ جو سنا تو میں نے بدلو کے وہ پورے دس روپے
یا رب! تو واقف ہے، میں نے پھر کیوں اس گولک سے لئے؟
مالک! تجھ سے چھپا نہیں، اُس رقم سے دُرمٹ مول لیا
ایک روپیہ ماہانہ کرائے پر وہ دُرمٹ چلا دیا
اپنے کھاتوں میں بدلو کا بھی اک کھاتہ کھول دیا
دسویں مہینے دس روپے کا ایک دُرمٹ پھر مول لیا
اب کھاتے میں بدلو کے ایک روپیہ ماہوار اور چڑھا
پانچ مہینے ہوتے ہی اِک درمٹ اور بڑھا

اسی طرح ہر ماہ کرایہ ہر دُرمٹ کا چڑھا کیا
اور کرائے کے پیسوں سے اِک اِک دُرمٹ بڑھا کیا
پانچ سال کے بعد گِنے دُرمٹ وہ پرانے اور نئے
تو بَدلو کے کھاتے میں سو روپیہ مہینہ لکھے گئے
میرے مالک! تو واقف ہے، میں نے جو کچھ اور کیا
بدلو کے کھاتے کی رقم کے بارے میں پھر غور کیا
تو نے میرے دل میں ڈالا، میں نے بھی حامی بھرلی
اب اس کی یہ رقم بھی اپنے ٹھیکے میں شامل کرلی
بیتے جب دس سال تو بدلو کلکتے سے لوٹ آیا
میں نے سنا تو فوراً اس کو اِک نوکر سے بلوایا
وہ آیا اور حساب اُسے سمجھایا، سارا حال کہا
میری اس ہمدردی پہ وہ بڑی دیر تک دنگ رہا
مولا! تیرے رحم و کرم سے اس کو بھاری رقم ملی
مالک! تیرے رحم و کرم سے اس کے دل کی کلی کھلی
یارب! تو توفیق نہ دے تو بندے کی ہستی ہی کیا
بندے کے بس میں ہی کیا ہے بندے کی نیکی ہی کیا؟

کام کیا تھا میں نے وہ بس تیری رضا کی خاطر ہی
مری نیت سے واقف ہے تو ہر شے پر ہے قادر بھی
اگر پسند آیا ہو تجھ کو تو حکم اپنا فرما دے!
اپنے فضل و کرم سے مولا! اس پتھر کو سرکا دے!
مَلّو نے یہ دُعا جو کی تو پتھر کچھ اور سرک گیا
دیکھا تو خوشی کے مارے گپھا میں ہر اک پھڑک اٹھا

(3)

رب کی رحمت دیکھی تو پھر کلّو نے ہاتھ اُٹھا دیئے
بولے "یارب! تو نے ہم پر بڑے بڑے احسان کیئے
ہم کو پیدا کرکے تو نے جینے کا سامان دیا
سیدھے راستے پر چلنے کو نبیؐ دیا، قرآن دیا
ہم نے قرآن پڑھ کر تجھ کو جان لیا، پہچان لیا
تجھی کو اپنا مالک، مولا، حاکم، آقا مان لیا!
تیرا اشارہ ہوتا ہے تو میں بھی کچھ کر جاتا ہوں
ورنہ اپنے کو اے مالک! بالکل بے بس پاتا ہوں
یا رب! مجھ کو یاد ہے جب بُدھوا سے میرا جھگڑا تھا
ہر دم اس سے خطرہ رہتا تھا وہ مجھ سے تگڑا تھا

ایک دن میں نے اُس کو دیکھا، ایک جگہ بے ہوش پڑا
اس حالت میں اس کو دیکھا تو پھر میں ہو گیا کھڑا!
کیسا اچھا موقع تھا وہ، میں نے ڈنڈا تان لیا
"مار ہی ڈالوں گا اب اس کو" اپنے دل میں ٹھان لیا
مگر اچانک حدیث پیارے نبیؐ کی یاد آئی مجھ کو
"رحم کرو تو رحم کیا جائے گا تم پر بھی لوگو!
یا رب! یہ یاد آتے ہی میں نے ہاتھ اپنا روک لیا
یہی نہیں، پھر میں نے اس پر ایک اور احسان کیا
لادا اپنی پیٹھ پہ اُس کو، ہسپتال پھر پہنچا میں
وہاں دکھا کر، دوا پلا کر، گھر بھی پہنچا آیا میں
یا رب! تو توفیق نہ دے تو بندے کی ہستی ہے کیا؟
بندے کے بس میں کیا ہے، بندے کی نیکی ہے کیا؟
کام کیا تھا میں نے وہ بس تیری رضا کی خاطر ہی
مری نیت سے واقف ہے تو، ہر شے پر ہے قادر بھی
اگر پسند آیا ہو تجھ کو تو حکم اپنا فرما دے!
اپنے فضل و کرم سے مولا! اس پتھر کو سرکا دے!"

کلّو نے یہ دُعا کی تو پتھر کچھ اور سرک گیا!
یہ دیکھا تو خوشی کے مارے گپھا میں ہر اک پھڑک اٹھا

(4)

رب کی رحمت دیکھی تو پھر ہم نے بھی ہاتھ اٹھا دیے
بولے "یا رب! تو نے ہم پر بڑے بڑے احسان کیے
ہم کو پیدا کرکے تو نے جینے کا سامان دیا
سیدھے راستے پر چلنے کو نبیؐ دیا، قرآن دیا
ہم نے قرآن پڑھ کر تجھ کو جان لیا، پہچان لیا
تجھی کو اپنا مالک، مولا، حاکم، آقا مان لیا!
تیرا اشارہ ہوتا ہے تو میں بھی کچھ کر جاتا ہوں
ورنہ اپنے کو اے مالک! بالکل بے بس پاتا ہوں
یا رب! مجھ کو یاد ہے جب میں ایک ایسی بستی میں گیا
جس بستی کا بچہ بچہ جاہل اور آوارہ تھا
دین سے کوسوں دُور وہاں تھا ہر اک چھوٹا اور بڑا
جس کو دیکھا طرح طرح کے وہموں میں تھا مست پڑا
لوگ وہاں کے شیطانی رسموں کے جال میں جکڑے تھے
پھر بھی ان رسموں کی رسی مضبوطی سے پکڑے تھے

صبح و شام بُرے کاموں میں پھنسے ہوئے تھے بے چارے
قرضوں کی گہری دلدل میں دھنسے ہوئے تھے بیچارے
عامل اور سیانے اپنی خوب جھولیاں بھرتے تھے
بستی کے دو تین مہاجن وہاں خدائی کرتے تھے
یا رب! یہ جو دیکھا تو فرض اپنا مجھ یاد آیا
یعنی دین کو پھیلانے کے جذبے سے دل گرمایا
تو واقف ہے، پھر تو میں نے وہیں پہ ڈیرا ڈال دیا
تیرے دین کا اے مولا! پرچار سالہا سال کیا
ترا دین پھیلانے میں دن رات وہاں میں لگا رہا
تیرے دین کی خاطر میں نے وہاں بڑا دُکھ درد سہا
ان لوگوں کو سمجھایا بھی، یا رب تجھ سے دُعا بھی کی!
آخرکار وہ دن بھی آیا، تری مدد جب آ پہنچی
سب نے اپنے اصلی رب کو جان لیا پہچان لیا
تجھ کو اپنا مالک، مولا، حاکم، آقا مان لیا
یا رب! اب تو لوگ وہاں کے تجھ سے بیحد ڈرتے ہیں
بڑے نمازی، بڑے نیک ہیں، وہ سب نیکی کرتے ہیں

یا رب! تو توفیق نہ دے تو بندے کی ہستی ہی کیا
بندے کے بس میں ہی کیا ہے، بندے کی نیکی ہی کیا
کام کیا تھا میں نے وہ بس تری رضا کی خاطر ہی
مری نیت سے واقف ہے تو، ہر شے پر ہے قادر بھی
اگر پسند آیا ہو تجھ کو تو حکم اپنا فرما دے!
اپنے فضل سے وکرم سے مولا! اس پتھر کو سرکا دے!"
ہم نے کی یہ دُعا تو پھر وہ پتھر بالکل سرک گیا
یہ دیکھا تو خوشی کے مارے گپھا میں ہر اِک پھڑک اُٹھا
خوشی خوشی پھر چاروں نے سر سجدے میں رکھ دیئے وہیں
شکر خدا کا ادا کیا، سجدوں پر سجدے کیے وہیں
ایک تھے اَلّو، ایک تھے مَلّو، ایک تھے کلّو، ایک تھے ہم
نیک تھے اَلّو، نیک تھے ملّو، نیک تھے کلّو، نیک تھے ہم

❋❋❋

بچوں کے لیے ہماری دیگر دلچسپ تربیتی کتب
بادشاہ کا ہاتھ کاٹ دو
دارُالابلاغ
DARULIBLAGH
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ